31

فرمودہ ۱۲؍فروری ۱۹۱۹ء بمقام لاہور

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"چونکہ چند دن سے متواتر بولنے اور کئی اصحاب سے گفتگو کرنے کی وجہ سے حلق میں کسی قدر تکلیف ہوگئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ عورتوں تک آواز کا پہنچنا مشکل ہوگا۔ اس لیے ارادہ ہے کہ مختصر وعظ کے بعد نماز پڑھا دوں۔ اور اس کے بعد حافظ روشن علی صاحب وعظ کریں گے۔

اسلام نے جہاں ہم پر بہت سے احسان کئے ہیں اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور قرب حاصل ہوسکتا ہے۔ اس کے ذریعہ اللہ کے احسانوں اور فضلوں کو جذب کیا جاسکتا ہے۔ وہاں ہمارے لیے کچھ ذمہ داریاں اور فرائض بھی مقرر کئے گئے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام سے پہلے کے جس قدر مذاہب ہیں۔ ان میں کوئی مذہب اسلام کے برابر خوبیاں نہیں رکھتا۔ اور کسی مذہب کے پیروؤں پر ایسے احسانات کرنے کے وعدے نہیں ہیں جیسے اسلام کے پیروؤں پر، لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جس قدر ذمہ داریاں مسلمانوں کی قرار دی گئی ہیں دوسروں کی نہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ پہلے لوگوں کو ذرا ذرا سی باتوں کا ذمہ دار قرار دیا گیا تھا۔ مثلاً فلاں قسم کے برتن ہوں۔ فلاں قسم کا لباس ہو، لیکن جس طرح اسلام میں ہر ایک بات ایک انتظام اور قاعدہ کے ماتحت اور خدا تعالیٰ کے لیے تیار رہنے کا سبق دیا گیا ہے اور کسی مذہب میں نہیں۔ کوئی مذہب ایسا نہیں ہے۔ جس نے اس طرح انتظام کے ساتھ عبادت کرنے کا حکم دیا ہو جس طرح مسلمانوں میں پانچ وقت نماز ہے۔ پھر کوئی مذہب نہیں جس میں اسلام کی طرح ہفتہ میں ایک دن ایسا مقرر ہو جس میں جمع ہونے کیلئے خاص ہدایت ہو۔ اسی طرح یہی سلسلہ حج تک پہنچتا ہے اور ایک مومن کے لیے اپنی زندگی میں بہت سا وقت عبادت میں خرچ ہوتا ہے، لیکن اس تفصیل اور انتظام کے ساتھ کسی اور مذہب میں عبادت کے احکام نہیں۔ نہ روزے کے۔ نہ حج کے اور نہ زکوٰۃ کے۔ صرف اسلام ہی ہے جس نے اس قسم کی پابندیاں اپنے پیروؤں پر عائد کی ہیں۔ اس تفصیل کے ساتھ پہلی کتابوں میں ذکر نہیں ہے۔ اور وہ باریک اخلاقی باتیں جنہیں اس وقت سمجھنے کے لیے انسان تیار نہ تھے بیان نہیں کیا گیا۔ بلکہ موٹی موٹی باتیں بتا دی گئیں۔ مثلاً اگر ایک وقت ایک نبی نے آکر یہ کہا کہ سختی کا مقابلہ

سختی سے کرو۔ تو دوسرے وقت دوسرے نبی نے اسی قوم کو یہ کہا کہ سختی کا مقابلہ نرمی سے کرو۔ مگر اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کو دیکھو ان پر کس قدر ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ جہاں سختی کے مقابلہ میں سختی کا موقع ہو وہاں سختی کرو اور جہاں نرمی کا موقع ہو وہاں نرمی کرو۔ گویا ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ وہ خود سوچے اور خود فیصلہ کرے کہ اس موقع پر مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ آیا سختی کا جواب سختی سے دینا چاہیئے۔ یا نرمی سے اور جیسا مناسب موقع ہو جواب دے۔ تو جہاں مسلمانوں پر پہلی قوموں کے مقابلہ میں انعام کی ترقی ہوئی ہے وہاں ذمہ داریاں بھی بڑھ گئی ہیں۔ اس لیے مومن کا فرض ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھے۔ اور کسی قسم کا دھوکہ نہ کھائے کیونکہ اگر اسے یہ بتایا گیا ہے کہ صراط الذین انعمت علیھم میں سے بنے دوسری طرف اسے یہ بھی کہدیا گیا ہے کہ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین میں سے نہ بنے اور خیر امم ہوتے ہوئے شر امم نہ ہو جائے مگر بہت لوگ ہوتے ہیں جو اس بات کو نہیں سمجھتے اس کے لیے خاص کوشش کرنا چاہیئے اور اس کے ساتھ دعاؤں میں مشغول رہنا چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی مدد کے بغیر کبھی انسان کامیاب نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو اس کی توفیق دے اور ان فضلوں کا وارث بنائے جن کے وعدے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ آپ کو دیئے گئے ہیں۔"

(الفضل یکم مارچ ۱۹۱۹ء)